24

# اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا کی پُر معارف تفسیر

(فرمودہ 23 اگست 1957ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا 1

اِس کے بعد فرمایا:

"ان آیات میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ عبادات ہی تیرا بڑا سہارا ہیں تو ان کی طرف توجہ کر۔ اگر تُو عبادات کی طرف توجہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ایک ایسے مقام پر کھڑا کرے گا جس کا نام مقامِ محمود ہے۔

مسلمانوں میں عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ مقامِ محمود جنت میں ایک بہت بلند مقام ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا جائے گا۔ ہمیں اِس سے انکار نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں مقام سب سے اعلیٰ ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ غیر مذاہب والے اِس کو

کب مان سکتے ہیں۔ عیسائی اور ہندو اور یہودی وغیرہ اسے کب تسلیم کر سکتے ہیں۔ انگلستان، امریکہ، جرمنی اور روس کے دہریہ اس سے کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ وہ تو نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں اور نہ مرنے کے بعد جینے کے قائل ہیں۔ اُن کو یہ کہنا کہ ہمارے رسولؐ سب انبیاء سے افضل ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ انہیں جنت میں ایک بڑا اعلیٰ مقام عطا کیا جائے گا جس کا نام مقامِ محمود ہوگا ایک عبث بات ہے۔ وہ تو کہیں گے کہ ہم تو ان باتوں کے قائل ہی نہیں۔ ہم تو اس بات کے بھی قائل نہیں کہ تمہیں مرنے کے بعد ایک چمچہ گھی کا یا ایک چمچہ شکر کا بھی ملے گا۔ تم یہ کیا کہتے ہو کہ تمہارے رسول کو مقامِ محمود ملے گا۔

عیسائیوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں نسبتاً زیادہ ہوشیاری کی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ آخری زمانہ میں ہمارا مسیح جسمانی طور پر آسمان سے اترے گا اور بادشاہت اُسی کی ہو جائے گی۔ اُن پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ دکھاؤ تمہارے مسیحؑ کی بادشاہت کہاں ہے؟ وہ کہیں گے ہم تو قیامت سے قریب اس بادشاہت کے قائل ہیں، اِس وقت تو نہیں۔ پس وہ تو پھر بھی کچھ جواب دے سکتے ہیں مگر مسلمان اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محمود کو جنت تک محدود رکھیں تو اُن کے اعتراض کا جواب نہیں دے سکتے۔ اگر ہم اُن سے کہیں کہ آؤ اور دکھاؤ کہ مسیحؑ کی بادشاہت کہاں ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ تم پہلے قیامت کا دن دکھاؤ۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے قریب اُس کی بادشاہت قائم ہو گی۔ اگر تم اُس کی بادشاہت دیکھنا چاہتے ہو تو قیامت کا دن بھی دکھاؤ۔ پھر دنیوی طور پر ہمیں وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم مسیح کے ماننے والے ہیں اور ہماری حکومت اِس وقت دنیا پر قائم ہے۔ مگر تم کہتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت میں مقامِ محمود ملے گا۔ اور حالت یہ ہے کہ آج سب سے زیادہ گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مل رہی ہیں۔ ہندو ہیں، عیسائی ہیں، روس کے دہریہ ہیں، بدھ ہیں، ان میں سے جو بھی اسلام پر کوئی کتاب لکھتا ہے وہ سیدھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے لگ جاتا ہے۔ پس تمہارا جنت والا انعام تو ہمیں نظر نہیں آتا۔ اس دنیا میں تمہیں جو کچھ مل رہا ہے وہ تو ظاہر ہے کہ مقامِ محمود کے خلاف ہے۔

سو یاد رکھنا چاہیے کہ مقامِ محمود بے شک جنت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا مگر اس دنیا میں بھی آپ کو مقامِ محمود عطا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا میں اسی مقامِ محمود کی طرف اشارہ ہے جو دنیا میں آپ کو ملے گا۔ اور پھر اس مقام کے حصول کا طریق بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۔ان آیات میں گو ضمیریں مفرد کی استعمال کی گئی ہیں اور بظاہر ان آیات کا خطاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر مُراد آپ کی امت کے افراد ہیں۔ قرآن کریم میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جہاں مخاطب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جاتا ہے مگر مُراد آپ کی امت کے افراد ہوتے ہیں۔ ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہر فرد کو مخاطب کرتا اور فرماتا ہے کہ اے رسول اللہ کے امتی! تُو نمازیں قائم کر۔ خصوصاً سورج ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے کے وقت تک کی مختلف گھڑیوں میں۔ اور اِسی طرح فجر کے وقت قرآن کریم بھی پڑھا کر کیونکہ فجر کے وقت قرآن کریم کا پڑھنا ایک مقبول عمل ہے۔ مفردات میں لکھا ہے کہ مَشْهُوْدًا کے یہ بھی معنے ہیں کہ ایسے آدمی کو شفا اور رحمت ملے گی۔ پس دوسرے معنے اِس کے یہ بھی ہیں کہ اُس کو دنیوی زندگی میں اعلیٰ مقام جو خوشی والا ہوگا ملے گا۔ فجر کا وقت وہ ہوتا ہے جب اندھیرا جا رہا ہوتا ہے اور سورج کی روشنی نمودار ہونے والی ہوتی ہے۔ لیکن اِس جگہ فجر سے یہ مُراد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کا نور پھیلنے کے سامان پیدا ہو رہے ہوں اور کفر و الحاد کی تاریکیاں دور ہونے کا وقت آ جائے۔ تو اُس وقت قرآن کریم کو خوب پھیلاؤ اور اس کی دنیا میں اشاعت کرو۔

علماء کہتے ہیں کہ اِس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اگر صبح کے وقت قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو اُس وقت فرشتے خدا تعالیٰ کا کلام سننے کے لیے آتے ہیں۔ مگر یہاں پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتے کون دیکھتا ہے اور اُن کا آنا جانا کس طرح ثابت کیا جا سکتا ہے۔ عیسائی تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ محض ڈھکوسلے ہیں لیکن میں نے جو معنے کیے ہیں اور جو لغتِ عربی کی کتابوں کے عین مطابق ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ان معنوں کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ میں نے اس آیت کے یہ معنے کیے ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ اسلام کا نور پھیلانے کے سامان پیدا فرمائے تم قرآن کریم کی اشاعت کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔ تب تم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے صحت اور رحمت ملے گی

اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود ملے گا۔ چنانچہ دیکھ لو یہ نظارہ ایسا ہے جو اس دنیا میں نظر آ رہا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا کہ

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج

نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار 2

ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ بڑے بڑے عیسائی جو عیسائیت پر جان دیا کرتے تھے اب اسلام کی تعریف میں کلمات کہہ رہے ہیں۔ اور وہی عیسائی مصنف جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر کئی قسم کے الزامات لگایا کرتے تھے اب ان کو غلط قرار دے کر ان کی تردید کر رہے ہیں۔ یہی وہ امر ہے جس کی طرف ان آیات میں توجہ دلائی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کو لازم پکڑو یعنی جب پھر اسلام کا نور پھیلنے لگے اور اسلام پر فجر کا زمانہ آ جائے تو تم قرآن کریم کو پھیلانے کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

مشہود کے معنے صرف یہی نہیں ہوتے کہ کوئی آ کر دیکھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ جیسے مسلمانوں نے کہہ دیا کہ اگر صبح کی نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو فرشتے آ کر سنتے ہیں۔ بلکہ مشہود کے معنے عزت والی چیز کے بھی ہوتے ہیں۔ دنیا میں لوگ اُسی چیز کو دیکھنے کے لیے جایا کرتے ہیں جس کی عزت اور شہرت قائم ہو۔ جیسے قطب صاحب کی لاٹ ہے۔ لوگ اسے اکثر دیکھنے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ اُس کی شہرت ہے اور وہ مسلمانوں کی نگاہ میں معزّز ہے۔ اِسی طرح اگر حضرت نظام الدین صاحبؒ اولیاء کو کوئی نہ جانتا، حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ کو کوئی نہ جانتا، حضرت بختیار کاکی صاحبؒ کو کوئی نہ جانتا تو لوگ ان کے مزار پر کیوں جاتے؟ اگر حضرت فریدالدین صاحبؒ شکر گنج والوں کو کوئی نہ جانتا تو اُن کا دروازہ دیکھنے کے لیے لوگ کیوں جایا کرتے؟ اِسی طرح ملتان میں کئی بزرگوں کی قبریں ہیں۔ اگر پہلے سے اُن کی شُہرت نیک قائم نہ ہوتی تو لوگ ان بزرگوں کے مقابر دیکھنے کے لیے کیوں جاتے؟ یہی مفہوم اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا کا ہے کہ وہ شخص جو ایسے نور کے وقت میں قرآن کریم کی اشاعت کرے گا اور اس کے علوم کو پھیلائے گا اور اس کے احکام کو رائج کرے گا اس کی اس کوشش اور جدوجہد کے نتیجہ میں جہاں قرآن کی عظمت قائم ہو گی وہاں ساتھ ہی اس کی عزت بھی قائم کر دی جائے گی۔ جیسے نظام الدین صاحب اولیاءؒ کے مقبرہ کی

عظمت قائم ہوئی تو ساتھ ہی ساتھ اُن کی بھی عظمت قائم ہوگئی۔ چنانچہ جو بھی ان کے مزار پر جاتے ہیں ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔

پس اِس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ صبح کے وقت تلاوت کی جائے تو فرشتے اس تلاوت کو سننے کے لیے آتے ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ صبح کا قرآن بڑی بزرگی والا ہے یعنی جو صبح کا قرآن پڑھتا ہے اُسے روحانی بزرگی عطا کی جاتی ہے۔ اِس جگہ صبح سے ظاہری صبح مُراد نہیں۔ بلکہ مُراد یہ ہے کہ جب قرآن کریم کی اشاعت کا زمانہ آئے گا تو وہ لوگ جو اس کی اشاعت میں حصہ لیں گے بڑی عزتیں پائیں گے۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے مبلغ غیر ممالک میں اکیلے اکیلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا گھٹیا کھانا اور گھٹیا لباس ہوتا ہے۔ مگر بڑے بڑے وزراء اور لیڈر، ان کی عزت کرتے ہیں اور اگر کوئی شخص انہیں تحقیر سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ خود ان کی عزت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔

پاکستان کے ایک جرنیل اپنی بیوی کے ساتھ امریکہ گئے۔ ان کی بیوی احمدی ہیں۔ ایک دن میاں بیوی دونوں ریسٹورنٹ میں کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے میں ہمارا ایک مبلّغ بھی وہاں آ گیا۔ ہمارے مبلغین کو چونکہ خرچ کم ملتا ہے اِس لیے اُن کا لباس معمولی ہوتا ہے۔ وہ آیا تو اُس کے کپڑوں پر شِکن پڑے ہوئے تھے اور شِکن کو وہ لوگ بہت بُرا خیال کرتے ہیں۔ بوٹ بھی خراب سا تھا اور ٹوپی بھی ادنیٰ قسم کی تھی۔ اس پاکستانی جرنیل کی بیوی نے مجھے لکھا اور بعد میں جب وہ مجھے ملی تو اس نے مجھے زبانی سنایا کہ ہمارے مبلغ کو دیکھتے ہی میرا خاوند کہنے لگا کہ دیکھو! وہ تمہارا مبلّغ آ گیا ہے۔ وہ کہنے لگی اللہ تعالیٰ نے میری عزت رکھ لی۔ اُسی وقت جماعت تبلیغی کے کچھ آدمی وہاں آ گئے۔ انہوں نے بڑے بڑے جبّے پہنے ہوئے تھے۔ گھٹنوں تک پائنچے اُٹھائے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں تھالیاں پکڑی ہوئی تھیں۔ میزوں پر بیٹھ کر انہوں نے ہاتھوں سے ہی کھانا کھانا شروع کر دیا اور پگڑیوں سے اپنے ہاتھ پونچھنے شروع کر دیئے۔ میں نے اپنے خاوند سے کہا جرنیل صاحب! دیکھیے وہ آپ کے مبلّغ بھی آ گئے ہیں۔ اِس پر وہ بڑا شرمندہ ہوا۔

غرض اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا کے یہی معنے ہیں کہ جب ترقیٔ اسلام کا زمانہ آئے گا تو جو لوگ قرآن کی اشاعت کرنے والے ہوں گے تو خواہ وہ کتنے بھی غریب ہوں اور کیسے ہی حقیر ہوں بڑی عزتیں پائیں گے۔ باقی لوگ مال و دولت کے ذریعہ سے عزت حاصل

کرتے ہیں مگر وہ لوگ اشاعتِ قرآن کے ذریعہ سے ترقی کریں گے اور اشاعتِ قرآن کے ذریعہ سے ہی عزت حاصل کریں گے۔

دیکھ لو! ربوہ سے ہمارا آدمی اگر کسی سرکاری افسر کو ملنے کے لیے جائے تو بعض دفعہ دس دس دن تک اُسے ملاقات کا موقع نہیں ملتا۔ مگر بیرونی ممالک کے بادشاہ اور وزرائے اعظم تک ہمارے مبلّغین کا احترام کرتے اور اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایران کا بادشاہ لندن گیا تو اسے ہمارے مبلّغ نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ اُس نے قرآن کریم کو بوسہ دیا، اُسے سر پر رکھا اور ہمارے مبلّغ سے کہا کہ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ تحفہ دیا۔ اب مجھے بھی اجازت دیجیے کہ میں بھی آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ پیش کروں۔ چنانچہ اُس نے واپس جا کر اپنے امبیسیڈر کی معرفت ایک نہایت اعلیٰ قسم کا قطب نما ہماری مسجد کے لیے تحفہ کے طور پر بھجوا دیا۔ میں جب علاج کے سلسلہ میں لندن گیا تو مجھے مولود صاحب 3 نے وہ قطب نما دکھایا تھا۔ نہایت قیمتی اور اعلیٰ درجہ کا قطب نما تھا اور ایک خوبصورت ڈبّہ میں رکھا ہوا تھا۔ غرض جہاں بادشاہِ ایران کے پاس بڑے بڑے دولت مندوں کی بھی رسائی نہیں ہوتی وہاں وہ ہمارے مبلّغ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بھی اجازت دیجیے کہ میں واپس جا کر آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ بھجواؤں اور پھر وہ اپنے امبیسیڈر کی معرفت تحفہ بھجواتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے میری طرف سے قبول کیا جائے۔ کیونکہ آپ لوگ اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ غرض بڑے بڑے آدمی ہمارے مبلّغین سے ملنے میں اپنی عزت محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان سے اپنے تعلقات بڑھائیں۔

ایک مبلّغ نے لکھا ہے کہ اُس نے جرمنی کے ایک پرانے شہر کے بڑے افسروں کے سامنے قرآن کریم تحفہ کے طور پر پیش کیا اور اُن سے خواہش کی کہ وہ سرکاری زمین میں سے کچھ زمین ہمارے پاس بیچ دیں۔ کیونکہ وہ پبلک کی زمینوں سے بہت سستی ہوتی ہے۔ انہوں نے اس کا وعدہ کر لیا اور اب ہم اُس جگہ پر مسجد بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ اعزاز ہمارے مبلّغین کو اِسی لیے حاصل ہے کہ وہ قرآن کریم کی اشاعت کر رہے ہیں اور اس کی تعلیم لوگوں میں پھیلا رہے ہیں۔ دوسری جگہوں پر بھی یہی حال ہے۔ انڈونیشیا کے پریذیڈنٹ کو قرآن کریم پیش کیا گیا تو اُس نے بڑی محبت اور خلوص کے ساتھ اُسے چُوما، اپنے سر پر رکھا اور پھر ہمارے مبلّغ کا شکریہ ادا کیا۔ سرکاری فوٹوگرافروں نے بھی

اس تقریب کے فوٹو لیے جس میں ہمارا رئیس التبلیغ قرآن دے رہا ہے اور پریذیڈنٹ اُسے چُوم رہا اور اپنے سر پر رکھ رہا ہے۔

غرض ہر جگہ اللہ تعالیٰ ہمارے مبلغین کو قرآن کریم کی وجہ سے اپنی برکتوں سے حصہ دے رہا ہے۔ایک ملک جس کا نام لینا مناسب نہیں۔اس کی ایک حکومت کے پریذیڈنٹ کے پاس ایک بڑا آدمی آیا اور اس نے کہا کہ آپ لوگ احمدی جماعت سے میل جول رکھتے ہیں مجھے بھی ان سے ایک قرآن تحفۃً لے دیجیے۔ ہمارے ملک میں قرآن نہیں جاسکتا۔لیکن اگر وہ مجھے تحفۃً قرآن دے دیں تو میں اسے عجائبات کے طور پر اپنے ساتھ لے جاسکتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ انہوں نے فلاں آدمی کو قرآن کریم تحفہ کے طور پر دیا ہے لیکن میں اس سے بڑی پوزیشن کا ہوں۔اگر یہ مجھے قرآن کریم دے دیں تو اِس سے ہمارے ملک میں بھی قرآن کی اشاعت ہوجائے گی۔اِسی طرح جب مبارک احمد گیا تو اس نے قرآن تحفہ کے طور پر بڑے بڑے آدمیوں کو دیا اور انہوں نے اسے خوشی سے قبول کیا۔بعض نے سرکاری کاموں کی وجہ سے معذوری بھی ظاہر کی مگر باقی سب نے اعزاز و اکرام کیا۔ ملاقات کا موقع دیا اور ہماری جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اور جو لوگ ملاقات کا موقع نہیں دیتے خود اُن کے ملک والے اُن کے خلاف ہوجاتے ہیں۔

1924ء میں جب میں یورپ گیا تو روم میں بھی ٹھہرا۔ وہاں میں نے پوپ کو لکھا کہ تم عیسائیت کے پہلوان ہو اور میں اسلام کا پہلوان ہوں۔ مجھے ملاقات کا موقع دو تا کہ بالمشافہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق میں بات کرسکوں۔اس کے جواب میں پوپ کے سیکرٹری کی طرف سے مجھے چٹھی آئی کہ پوپ صاحب کی طبیعت خراب ہے اس لیے وہ مل نہیں سکتے۔اُنہی دنوں اٹلی کے ایک اخبار کا ایڈیٹر جو سوشلسٹ تھا مجھے ملنے آیا۔ وہ ایسا اخبار تھا جس کے دن میں بارہ ایڈیشن نکلتے تھے۔ ہمارے ''الفضل'' کا دن میں صرف ایک ایڈیشن نکلتا ہے اور وہ بھی صرف چند ہزار کی تعداد میں۔مگر اس کے ایک دن میں بارہ ایڈیشن نکلتے تھے اور ہر ایڈیشن پچیس پچیس ہزار چھپتا تھا۔ باتوں باتوں میں اس نے ذکر کیا کہ میں اصل میں شنگھائی میں پروفیسر ہوں۔ میں نے کہا پھر تم یہاں کس طرح آئے اور اخبار کے ایڈیٹر کس طرح بن گئے؟ اُس نے کہا کہ اس اخبار کا ایڈیٹر میرا دوست تھا۔ وہ ایک لمبے عرصہ تک کام کرنے کے بعد بیمار ہوگیا تو اس نے رُخصت لینی چاہی۔ اُس نے مجھے لکھا کہ تم میرے

دوست ہو چھ ماہ کے لیے آ جاؤ اور میری جگہ کام کرو۔ بہرحال اس نے مجھے کہا کہ آپ یہاں پہلی دفعہ آئے ہیں یہ بڑا اچھا موقع ہے آپ پوپ سے ملاقات کی کوشش کریں۔ ہمیں مسلمانوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا موقع مل جائے گا اور بالمقابل عیسائیوں کے لیڈر کے خیالات سننے کا بھی موقع مل جائے گا۔ میں نے کہا میں نے تو خود اُس سے ملاقات کی کوشش کی تھی مگر اُس کے سیکرٹری کی طرف سے جواب آ گیا ہے کہ پوپ صاحب کی طبیعت اچھی نہیں۔ کہنے لگا آپ ایک دفعہ پھر انہیں میری خاطر لکھیں۔ میں نے کہا اِس کے معنے تو یہ ہیں کہ تم مجھے بے عزت کروانا چاہتے ہو۔ کیونکہ اُس نے ملاقات کا موقع نہیں دینا۔ کہنے لگا ہماری نظروں میں تو اِس سے آپ کی عزت بڑھے گی کم نہیں ہوگی۔ آپ اس ملک میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور مناسب یہی ہے کہ پوپ سے بھی ملاقات ہو جائے۔ میں نے اُس کے کہنے پر پھر خط لکھ دیا۔ اِس کے جواب میں اُس کے چیف سیکرٹری کی مجھے چٹھی آئی کہ پوپ کا محل آجکل زیرِ مرمت ہے اس لیے افسوس ہے کہ وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ دو چار دن کے بعد پھر وہی ایڈیٹر ملنے کے لیے آیا تو اُس نے پوچھا کہ کیا پوپ کی طرف سے کوئی جواب آیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے یہ جواب دیا ہے۔ تم پڑھ لو۔ اِس چٹھی کو پڑھ کر اسے بڑا غصہ آیا اور کہنے لگا کہ اب میں اپنے اخبار میں اس کی خبر لوں گا۔ میں نے کہا ایسا نہ کرو۔ عیسائیوں نے شور مچا دینا ہے اور تمہارے اخبار پر اس کا اثر پڑے گا۔ کہنے لگا مجھے اس کی پروا نہیں۔ میرے اخبار کو زیادہ تر سوشلسٹ خریدتے ہیں اور وہ ان باتوں پر بُرا نہیں مناتے۔ چنانچہ دوسرے دن اخبار چھپا تو اُس میں اُس نے ایک بڑا مضمون لکھا کہ یہاں آجکل مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لیڈر آیا ہوا ہے۔ اُس نے پوپ کو خط لکھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے تا کہ اسلام اور عیسائیت کے متعلق باہم گفتگو ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ موقع بڑا اچھا تھا اور اگر ملاقات ہو جاتی تو پتا لگ جاتا کہ ہمارے لیڈر اپنے مذہب سے کتنے واقف ہیں اور مسلمانوں کے لیڈر اپنے مذہب سے کتنی واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر پوپ کے چیف سیکرٹری نے اُس کا یہ جواب دیا کہ پوپ کا محل آجکل زیرِ مرمت ہے اِس لیے وہ ملاقات نہیں کر سکتے۔ اِس کے بعد اس نے طنزاً لکھا کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ اب پوپ کا محل قیامت تک زیرِ مرمت ہی رہے گا۔ مطلب یہ تھا کہ یہ بہانہ محض جھوٹا ہے۔ اصل غرض ملاقات سے گریز کرنا ہے۔

اب دیکھو روم عیسائیت کا گڑھ ہے مگر وہاں کے ایک بڑے بھاری اخبار نے پوپ کے

انکار پر بُرا منایا اور اس کے خلاف اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اب تو اس واقعہ پر بتّیس سال گزر چکے ہیں اور زمانہ روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے اور اسلام سے عیسائیت کا بُغض کم ہو رہا ہے۔ ہم جب پہلی دفعہ گئے تھے اُس وقت لوگوں کو اسلام کی طرف اِتنی توجہ نہ تھی۔ اُس وقت میں نے لندن میں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جلد ہی پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اب میں بیماری کے علاج کے لیے گیا تو اس کی مرمت بھی کروا دی ہے۔ اس کے بعد اب ہیگ میں مسجد بنی ہے، ہیمبرگ میں مسجد بنی ہے اور تین چار اَور مساجد بنانے کی کوشش میں ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے ان مساجد کے بنانے کی بھی توفیق دے دی۔ تو یورپ کے دس بارہ مشہور مقامات میں ہماری مسجدیں بن جائیں گی۔ وہ مساجد جو دوستوں نے خود بنالی ہیں وہ تو بہت زیادہ ہیں۔ ایسٹ افریقہ میں دو بن چکی ہیں اور دو کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں۔ انڈونیشیا میں دس پندرہ سال کے عرصہ میں پچیس چھبیس بن چکی ہیں، ویسٹ افریقہ میں تو اَور بھی زیادہ ہیں۔ اُن کو ملا کر سو سے زیادہ مسجدیں بن جاتی ہیں۔ امریکہ میں بھی ایک مسجد ہے اور ایک اَور مسجد بنانے کا ارادہ ہے۔ ایک اَور مسجد جو امریکہ کے ایک میاں بیوی نے اپنی جائیداد وقف کر کے بنوائی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ غرض دنیا کے مختلف ممالک میں ہماری جماعت کے ذریعہ مساجد بن چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور کئی مساجد تعمیر ہونے والی ہیں اور اُمید کی جاتی ہے کہ شاید چند سالوں میں ہی ہزار ڈیڑھ ہزار مسجد بن جائے گی اور یہ کیفیت نظر آنے لگے گی کہ جو شخص بھی بیرونی ممالک کے سفر کے لیے نکلے گا وہ جس ملک میں بھی جائے گا یہ کہہ سکے گا کہ یہاں احمدیہ مسجد موجود ہے''۔ (الفضل 7 ستمبر 1957ء)

---

1: بنی اسرائیل: 80

2: درثمین اردو صفحہ 130 زیر عنوان " مناجات اور تبلیغ حق"

3: مولود صاحب: ان سے مراد مولود احمد خان صاحب سابق امام مسجد لنڈن ہیں جو حضرت ماسٹر محمد آسان دہلوی کے بیٹے ہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ 229)